مفتی احمد یار خان نعیمی کا مباحثِ تصوف میں درایتی اسلوب

Darayati Usloob of Muftī Aḥmad Yār Khān Naemī about Mabaḥath e Taṣawuf

Ali Ahmad
M Phil Islamic Studies, GC University, Faisalabad:
hafizalimuhammadest@gmail.com
Dr. Muhammad Naveed
Ph.D. Graduate, Department of Islamic Studie, University of Gujrat,
Pakistan:h.m.naveed91@gmail.com
Dr. Muhammad Ansar
Ph.D. Graduate, Department of Islamic Studie, University of Gujrat,
Pakistan:muhammasansar383@gmail.com

Abstract:
Muftī Aḥmad Yār Khān Naemī was a Famous scholar of 14th century of Hijra in the history of subcontnent. He was a great mofasir of Qurān. He wrote Tafseer Naemī which he could not complete and he died during this great job. He wrote the tafseer of only 11 paras only. His son started to write it but he could complete only 20 paras and died. In this article Drayati Usloob of Muftī Aḥmad Yār Khān has been discussed and analysed in the description of Tasawwuf. Muftī Aḥmad Yār Khān has explained the verses in different categories. He narrates the meanings of a verse by Arabic dictionary, words and their meanings, translation of Ahmad Raza Khan brelwi, relation of the verse with earlier one, Shan e Nazool, Nahwi Tafseer, scholarly Tafseer, Fawaid e Ayat, Fiqhi Masail, Answers to different objections and Sufiana Tafseer. His Sufiana Tafseer has points to about tasawwuf and its terms. It can be concluded that he has also used Drāyat in elaborating the matters o Tasawwuf in his tafseer.

Keywords: Aḥmad Yār Khān, Tafseer Naeemī, Drāyat, Taṣawuf

علامہ احمد یار خان نعیمی ایک مقتدر شخصیت تھی آپ کی پیدائش کے حوالے سے دو تاریخیں بیان کی جاتی ہیں۔ایک کے مطابق مفتی احمد یار خان نعیمی بروز جمعرات بوقت نماز فجر مارچ کی پہلی تاریخ اور 1314ھ میں پیدا ہوئے۔[1] دوسری کے مطابق شیخ التفسیر 1324ھ کو اوجھیانی بدایون میں پیدا ہوئے۔[2] ان دونوں میں سے 1324ھ والی تاریخ پختہ ہے کیونکہ عبدالحکیم اشرف قادری صاحب نے بھی اپنی کتاب تذکرہ اکابرِ اہلسنت میں اسی کو بیان کی ہے۔جیسا کہ مرقوم ہے۔"شیخ التفسیر حضرت مولانا مفتی احمد یار خان ابنِ مولانا محمد یار خان شوال 1324ھ میں محلہ کھیڑہ اوجھیانی ضلع بدایوں کے دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے[3]

مفتی صاحب کے خاندانی حالات کو اکثر مصنفین نے آپ کے نسب نامہ کو دادا تک بیان کیا ہے اس سے اوپر انہوں نے لکھا ہے کہ ہمیں معلوم نہیں لیکن مولانا نذیر احمد نے آپ کے شجرہ نسب کو ان سے مختلف بیان کیا ہے۔

جس طرح کہ مکتوب ہے۔"حضرت حکیم الامت اپنے خاندانی اعتبار سے والد کی طرف سے یوسف زئی پٹھان شجرہ نسب حضرت بنیامین ابنِ یعقوب علیہ السلام اور والدہ کی طرف سے قریشی خاندان سے تھے۔۔۔"(انہوں نے آپ کے شجرہ نسب کو ابوسام بن نوح تک لکھا ہے)۔[4]

آپ اپنی عمر کے تین سال گیارہ ماہ اور ایک دن کے تھے تو آپ کی بسم اللہ شریف ہوئی۔مفتی صاحب نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والد اور بدایوں کے شہر کے دار العلوم سے حاصل کی۔اور اپنی بقیہ تعلیم مختلف شہروں سے حاصل کی جیسا کہ ہندوستان کے ایک پرانے شہر مینڈھو پور، مراد آباد اور میرٹھ سے۔مفتی صاحب نے چالیس علوم حاصل کیے۔جن میں سے تیس درسِ نظامی کے اساتذہ سے اور دس خود ہی مطالعے سے حاصل کیے۔وہ علوم جو آپ نے اپنے اساتذہ سے حاصل کیے ان میں علوم القرآن، علم فلسفہ، تصوف، علم الکلام، فارسی گرائمر، عقائد، طب، علم

[1] عبدالحمید، مفتی، حیات حکیم الامت، (لاہور: نعیمی کتب خانہ، 2010ء)، ص:40
Abdul Ḥameed,Muftī, Ḥayāt Ḥakeem ul ummat,(Lahore, Na’eemī Kutab Khāna,2010), P:40

[2] قاضی، عبدالنبی کوکب، سیرت سالک، (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، س۔ن)، ص:13
Qāzī, Abdulnabī Kokab, Seerat Sālik,(Lahore, Maktaba Islāmia, N Y), P:13

[3] اشرف قادری، عبدالحکیم اشرف، تذکرہ اکابر اہلسنت، (گجرانوالہ: اویسی بک، س۔ن)، ص:54
Ashraf Qādrī, Abdul Ḥakeem Ashraf, Tazkirah Akābar e Ehle Sunnat,(Gujrānwāla, Awaisī Book, N Y),P:54

[4] نذیر احمد، مولانا، سوانح عمری، (گجرات: نعیمی کتب خانہ، 2004)، ص:9تا23
Nazir Aḥmad, Maulānā, Sawāniḥ U’marī,(Gujrāt, Na’eemī Kutab Khāna,2004),P:9 to 23

لاشعار، اصول حدیث، فقہ واصول فقہ، فتویٰ نویسی، علم توقیت، منطق، ادب عربی وبلاغت، صرف ونحو وغیرہ ہیں۔ وہ علم جو حضرت صاحب نے خود کتب بنی سے حاصل کیے ان علوم میں علم جغرافیہ، تکسیر، حساب، حروف، انگریزی زبان، ھیئت، نعت، وفق اور سلوک ہیں۔[5]

حضرت صاحب نے اپنے دور کے مشہور اساتذہ کے سے علم حاصل کیا کچھ کے نام منظوم ہیں۔ مولانا محمد یار خان، مفتی عزیز احمد بدایونی، علامہ قدیر بخش بدایونی، سید معصوم شاہ صاحب، محمد میاں، مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی ،اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی، علامہ مشتاق احمد کانپوری وغیرہ ہیں۔[6]

تدریس:

مفتی صاحب نے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے فوراً بعد پڑھانے کا کام شروع کر دیا۔ 1914ء سے لیکر 1971ء تک درس وتدریس کی یہ تقریباً ستاون سال کا عرصہ بنتا ہے۔ پڑھانے کی ابتدا جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے کی۔[7] آپ کے شاگردوں کی تعداد تقریباً تین ہزار پچیس ہے۔ جن میں سے مشہور تلامذہ مکتوب ہیں۔ مولانا آل حسن صاحب، سید حامد علی شاہ، مفتی وقار الدین، سید مسعود الحسن، سید ایوب علی شاہ، عبد النبی کوکب، بشیر صاحب، سید جلال الدین شاہ صاحب، اسلم صاحب نعیمی، مولانا مفتی محمد حسین نعیمی، سید محمد شاہ وغیرہ ہیں۔ آپ نے پانچ مدرسے بنائے اور گیارہ مدارس میں آپ بطورِ معلم رہے۔[8]

آپ کی کتب کی تعداد تقریباً پانچ سو ہے جس میں سے کچھ کتابیں ضائع ہو چکی ہیں کچھ ابھی مطبوعہ ہیں اور کچھ غیر مطبوعہ ہیں۔[9]

---

[5] نذیر احمد، سوانح عمری، ص:10تا15

Nazir Aḥmad, Maulānā, Sawāniḥ U'marī, P:10 to 15

[6] قاضی، عبد النبی کوکب، حیات سالک، (گجرات: نعیمی کتب خانہ، 2004ء)ص:71تا80

Qāzī, Abdulnabī Kokab, Ḥayāt Sālik,(Gujrāt, Na'eemī Kutab Khāna,2004),P:71 to 80

[7] عبد الحمید، مفتی، حیات حکیم الامت، ص:31

Abdul Ḥameed, Muftī, Ḥayāt Ḥakeem ul ummat,P:31

[8] نذیر احمد، مولانا، سوانح عمری، ص:16

Nazir Aḥmad, Maulānā, Sawāniḥ U'marī,P:16

[9] نذیر احمد، مولانا، سوانح عمری، ص:12

Nazir Aḥmad, Maulānā, Sawāniḥ U'marī,P:12

حکیم الامت کی جو تصنیفات مطبوعہ ہیں ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں۔

علم المیراث، جاء الحق و ذھق الباطل، شانِ حبیب الرحمٰن ،دیوان سالک، رسالہ نور، مواعظ نعیمیہ، تفسیر نور العرفان ،نعیم الباری، تفسیرِ نعیمی، علم القرآن، شانِ معاویہ، بنیادی تقریریں وغیرہ ہیں۔

سالک بدایونی کو مفتی کا لقب آپ کے استاذ محترم سید نعیم الدین مرادآبادی صاحب نے علم المیراث کا ایک عظیم فتویٰ لکھنے پر دیا تھا۔ پہلا فتویٰ ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو انیس سال کی عمر میں دیا تھا۔ انیس سو تیرہ سے لے کر انیس سو ستاون تک فتویٰ کی خدمات سر انجام دیں یہ عرصہ تقریباً چالیس سال کا ہے۔ مفتی صاحب کے فتاوٰی کی تعداد ایک سو ستائیس ہے جو مکتبہ اسلامیہ لاہور نے فتاوٰی نعیمیہ کے نام شائع کی ہے۔[10]

آپ نے دو شادیاں کیں پہلا نکاح پچیس سال کی عمر 1919ء میں شیخو پورہ ضلع بدایوں کے ایک معزز شخص عبد الطیف خان کی صاحبزادی سے ہوا۔ آپ کی ساری اولاد انہی سے ہوئی۔ تیرہ مئی 1949ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی وفات کے تین سال بعد آپ نے دوسرا عقد گولڑہ شریف سے تعلق رکھنے والی خاتون سے ہوا۔[11]

حضرت صاحب قادری سلسلہ میں اپنے شیخ مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی کی بیعت کی آپ کے پیر و مرشد سید محمد گل علیہ الرحمہ تھے۔ یہ سلسلہ خاندان عالیہ شرافیہ سے ہوتا ہوا حضرت غوث اعظم تک پہنچتا ہے۔[12]

مفتی احمد یار خان نعیمی 3 رمضان المبارک 24 اکتوبر 1391ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد نے پڑھائی تھی۔[13] کتاب سوانح عمری اور حیات سالک میں بھی وصال کی تاریخ

---

[10] نذیر احمد، مولانا، سوانح عمری، ص:36تا38

Nazir Aḥmad, Maulānā, Sawāniḥ U’marī, P:36 to 38

[11] عبد الحمید، مفتی، حیات حکیم الامت، ص:32

Abdul Ḥameed,Muftī, Ḥayāt Ḥakeem ul ummat,P:32

[12] ایضاً ، ص:58

Ibid, P:58

[13] اشرف قادری، عبد الحکیم اشرف، تذکرہ اکابر اہلسنت، ص:58

Ashraf Qādrī, Abdul Ḥakeem Ashraf, Tazkirah Akābar e Ehle Sunnat,P:58

یہی ہے۔[14] مفتی صاحب مزار اقدس شہر گجرات کے درمیان میں ہے اور اس جگہ کا مشہور نام چوک پاکستان ہے۔جہاں آپ نے کئی سال دینی علوم سکھائے اور تحریر کیے اسی جگہ پر آپ کی آخری آرام گاہ بنائی گئی ہے۔[15] حضرت علیہ الرحمہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "فاذکرونی اذکرکم" کے صحیح مصداق ہیں آپ کا عرس مبارک انگریزی مہینے کی تاریخ 24 اکتوبر کو ہوتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے میں روزہ دار کو عرس مبارک میں شریک ہونے کیلئے کافی مشقت برداشت کرنا پڑتی ہے۔[16]

تصوف انسان کو نفسانی خواہشات سے نکال کر رحمانی حکم کے تابع کر دیتا ہے تصوف علم قرب کے سوالوں کے کامل جواب دیتا ہے علم قرب رکھنے والے سب سے بہتر ہوتے ہیں جیسا کہ کلام مبین میں مقربین کیلئے ساتھ ہی انعام پیش کرنے کا حکم ہے فرمانِ ربی ہے:

فاما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنت نعیم

پھر وہ مرنے والا اگر مقربین میں ہو تو (اس کیلئے) راحت ہے اور پھول اور چین کے باغ ہیں۔[17]

یہ علم انسان کے باطن کو بالکل صاف کر دیتا ہے اور حضور ﷺ کی بعثت کا مقصد بھی یہی تھا فرمایا گیا

ربناوابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علھم آیتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیزالحکیم

اے ہمارے رب تو بھیج ان میں ایک رسول انہی میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔[18]

اسی طرح قرآن مجید میں ان لوگوں کو کامیاب قرار دیا گیا جو کہ اپنے آپ کا تزکیہ کرتے ہیں قرآن مجید میں ہے:

"قد افلح من تزکی"

بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا۔[19]

---

[14] قاضی،عبدالنبی کوکب،حیات سالک،ص:13؛نذیر احمد،مولانا،سوانح عمری،ص:13

Qāzī, Abdulnabī Kokab, Ḥayāt Sālik,P:13; Nazir Aḥmad, Maulānā, Sawāniḥ U'marī,P:13

[15] عبدالحمید،مفتی،حیات حکیم الامت،ص:59

Abdul Ḥameed,Muftī, Ḥayāt Ḥakeem ul ummat,P:59

[16] ایضاً ۔

Ibid

[17] الواقعہ:88تا89

Al Wāqi'a:88-89

[18] البقرہ:129

Al Baqarah:129

اسی طرح ایک دوسری جگہ پر فرمان ہے:

"قد افلح من زکٰها "

بے شک مراد کو پہنچایا جس نے اسے ستھرا کیا۔[20]

تصوف چونکہ انسان کی شخصیت کو نکھارنے کیلئے ایک اہم ترین علم ہے اسی لیے پہلے تصوف کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت بیان کی جائے گی اس کے بعد مفتی صاحب نے فضائل تصوف میں جو اہم ترین درایتی طریقہ بیان کیا اس کو بیان کیا گیا ہے۔ یعنی مفتی احمد یار خان نعیمی نے تصوف کے نکات کو عقلی انداز اور امثلہ بیان کر کے واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

تصوف کی تعریف:

التصوف هو علم تعرف به احوال تزكية النفوس وتصفية الاخلاق وتعمير الظاہر والباطن لنيل السعادة الابد ية

تصوف وہ علم ہے جس سے تزکیہ نفس، تصفیہ اخلاق اور تعمیر وظاہر و باطن کے احوال کا علم ہوتا ہے تاکہ سعادت ابدی حاصل کی جائے۔

تصوف کا موضوع:

موضوعه التزكية والتصفية والتعمير

اس کا موضوع بھی تزکیہ، تصفیہ اخلاق اور تعمیر ظاہر و باطن ہے۔

غرض وغایت:

وغايته نيل السعادة الابدية

اس کی غایت و مقصد سعادت ابدی کا حاصل کرنا ہے۔[21]

---

[19] الاعلیٰ:14

Al A'la:14

[20] الشمس:9

Al Shamas:9

[21] ولی الدین، ڈاکٹر، قرآن اور تصوف، (دکن: جامعہ عثمانیہ حیدر، س-ن)، ص:11

WAlī ul Deen, Doctor, Qur'ān aur Taṣawuf,(Dakan, Jāmia U'thmānia Ḥaider, N Y)P:11

کامیاب لوگ:

اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں بہت سے ایسے لوگوں کی طرف اشارہ کی ہے جو حقیقت میں کامیاب ہیں جیسا کہ البقرہ کی آیت نمبر پانچ میں صفات مومنین رکھنے والوں کو ہدایت یافتہ اور کامیاب کہا گیا ہے مفتی صاحب اس آیت کے تحت تفسیر صوفیانہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حقیقت میں ایک ہی راہ پر کوئی انسان پیدل ہی چل رہا ہوتا ہے کوئی برق رفتار گھوڑے پر چل رہا ہوتا ہے اور کوئی گاڑی کے ذریعے چل رہا ہوتا ہے جتنی تیز سواری ہو گی اتنی ہی تیزی سے انسان اپنے راستے کو طے کرلے گا تو اسی طرح طریقت بہت تیز سواری ہے اور شریعت بہت زیادہ مضبوط اور محتاط سواری ہے شریعت میں انسان کا پھسل جانا کم ہوتا ہے مگر رفتار آہستہ ہوتی ہے اور طریقت میں رفتار تیز ہوتی ہے لیکن حملے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔[22]

طریقت اور شریعت دو الگ چیزیں نہیں بلکہ یہ ایک ہی حکم رکھتی ہیں جیسا کہ کشف المحجوب میں سمجھایا گیا ہے:

بعض بیوقوف یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں علم کی باتیں نہیں چاہیے بلکہ ہمیں صرف عمل چاہیے یعنی ہمیں "قال" کی ضرورت نہیں ہمیں "حال" کی ضرورت ہے بعض تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ عمل کی کیا ضرورت ہے صرف علم ہی کافی ہے حالانکہ جس طرح عمل کی اہمیت ہے اس طرح علم کی بھی ضرورت ہے دونوں چیزیں یعنی علم و عمل لازم وملزوم ہیں۔[23]

درجہ فنافی اللہ

درجہ فنافی اللہ ایسا درجہ ہے جو انسان کو اللہ عزوجل کے بالکل قریب کر دیتا ہے مفتی صاحب اس کے بارے میں البقرہ کی آیت نمبر پندرہ کے تحت لکھتے ہیں:

درجہ فنافی اللہ تصوف کا آخری رتبہ ہوتا ہے تو جب بندہ اس کو حاصل کرلیتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں ایسا ختم کر دیتا ہے کہ قالب بندہ ہی رہ جاتا ہے مگر اس کے تمام کام اللہ ہی کی طرف سے ہوتے ہیں اس سے

---

[22] احمد یار خان، مفتی، تفسیر نعیمی، جلد نمبر 1، ص:118

Aḥmad Yār Khān, Muftī, Tafseer Na'eemī, V:1, P:118

[23] الھجویری، علی بن عثمان، کشف المحجوب، مفتی غلام معین الدین (مترجم)، (لاہور: شبیر برادرز، س-ن)، ص:226

Al Hujvairī, Alī bin U'thmān, Kashaf ul Maḥjoob, Muftī Ghulām Mu'een ul Deen (Mutarjam), (Lahore,Shabir Brothers, N Y),P:226

دشمنی رب سے دشمنی اس سے جنگ کرنا رب سے جنگ کرنا اس کی کہی ہوئی بات رب کی بات ہوتی ہے جس طرح کہ کوئلہ جب آگ میں جاتا ہے تو اپنے آپ کو ایسے ختم کر دیتا ہے کہ قالب تو کوئلہ کا رہا مگر شکل، نام اور کام سب آگ جیسا ہو گیا۔[24]

اس بات کی تائید کہ فنا فی اللہ کا کام رب کا ہوتا ہے اس آیت مبارکہ سے ہوتی ہے کہ جب بیعت رضوان کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم

وہ تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ عزوجل ہی سے بیعت کرتے ہیں۔[25]

انسانی ہدایت

کامیاب انسان وہی ہے جو کہ اچھے کام کرے اور ہدایت یافتہ ہو جائے مفتی صاحب انسانی ہدایت کے بارے میں البقرہ کی آیت نمبر سولہ کے تحت تحریر کرتے ہیں:

انسان کو اصل میں کامیابی کیلئے دو ہدایتیں ضروری ہیں ایک تو وہ جس کا تعلق فطرت کے ساتھ ہے اور دوسری وہ جس کا تعلق انسان کسب کے ساتھ ہے کسب والی ہدایت انسان کو صحبت سے حاصل ہوتی ہے اگر ان دونوں ہدایتوں میں سے کسبی ہدایت سے محروم رہا تو اس کی پہلی ہدایت بھی بیکار ہو جائے گی جیسا کہ انسان کی آنکھوں کا نور یہ روشنی اور آنکھ سے ملتا ہے اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک نہ تو انسان دیکھ نہیں سکتا۔[26]

جو شخص دنیا میں آ کر اس فطری ہدایت کا رد کر دیتا ہے تو وہ بھی ایمان والا نہیں ہو سکتا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

اوکلما عٰھدوعھد انبذہ فریق منھم بل اکثرھم لایؤمنون

---

[24] احمد یار خان، مفتی، تفسیر نعیمی، جلد نمبر1، ص:153تا154
Aḥmad Yār Khān, Muftī, Tafseer Na'eemī, V:1, P:153-154

[25] الفتح:10
Al Fataḥ:10

[26] احمد یار خان، مفتی، تفسیر نعیمی، جلد نمبر1، ص:157
Aḥmad Yār Khān, Muftī, Tafseer Na'eemī, V:1, P:157

اور کہا جب کبھی کوئی عہد کرتے ہیں تو ان میں ایک فریق اسے پھینک دیتا ہے بلکہ ان میں سے اکثر ایمان والے نہیں ہیں۔[27]

احتیاج ولی کامل:

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی ہر ووقت ضرورت ہوتی ہے بلکہ اگریوں کہا جائے کہ اللہ پاک کے نیک بندوں کے توسل سے ہی دنیا کا نظام چل رہا ہے تو یہ بات جھوٹ نہ ہو گی سالک بدایونی علیہ الرحمہ احتیاجی ولی کے بارے میں البقرہ کی آیت نمبر سترہ کے تحت لکھتے ہیں:

سورج کی کرنوں سے کپڑا جل نہیں سکتا لیکن جب وہی سورج کی کرنیں آتشی شیشے سے گزر کر کپڑوں پر آئیں تو کپڑوں کو جلا دیتی ہیں اسی طرح فقط توحید کی کرنیں نبوت کی شعاؤں کے بغیر گناہ کو نہیں جلا سکتیں اور نبوت کی شعائیں اس وقت تک فائدہ مند نہیں ہو سکتیں جب تک ولی کے شیشے چھن کر نہ آئیں الغرض توحید کے اثر کیلئے نبوت کی آڑ ضروری اور نبوت کی تاثیر کیلئے ولی کامل کا دامن درکار ہے۔[28]

اس بات کی تائید کہ انسان کو ایک ولی کامل کی ضرورت ہوتی ہے اس آیت مقدسہ سے بھی اشارہ ملتا ہے فرمان ربی ہے

یآیہا الذین اٰمنواتقوا اللہ وکونوا مع الصٰدقین

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔[29]

فیض رسول ﷺ:

اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کے فیض کی ہی وجہ سے وہ عرب جو اپنی بیٹیوں کو زندہ در گور کرنے والے تھے انہی کے دلوں میں محبت اسلام پیدا ہو گئی پھر وہی سخت دل والے رقیق القلب ہو گئے فیض رسول ﷺ کے حوالے سے مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب لکھتے ہیں: جس طرح آسمان ساری زمین کو محیط ہے کہ آسمان کی خاصیت دینے کی ہے اور

---

[27] البقرہ:100

Al Baqarah:100

[28] احمد یار خان، مفتی، تفسیر نعیمی، جلد نمبر 1، ص:161

Aḥmad Yār Khān, Muftī, Tafseer Na'eemī, V:1, P:161

[29] التوبہ:119

Al Tooba:119

زمین لینے کیلئے ہے آسمان کی مدد کے بغیر زمین اپنا پھل نہیں دے سکتی اسی طرح حضور ﷺ اپنے فیض کو دینے والے ہیں اور ہم لینے والے بھکاری ہیں حضور ﷺ کی نگاہ کرم کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں حضور ﷺ مدینہ میں رہ کر پورے جہان کو فیض لٹارہے ہیں جس طرح آسمان بلندیوں پر ہوتے ہوئے زمین کو ہر طرح کا فائدہ دے رہا ہے۔[30]

حقیقت میں حضور ﷺ سے فیض لینے کیلئے احکام اسلام کی پیروی ضروری ہے جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت سے اشارہ ملتا ہے:

ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھدآء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا

اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ان میں سے انبیاء، سچے لوگ، شہید اور نیک لوگ ہیں یہ لوگ کتنے ہی اچھے ساتھی ہیں۔[31]

بروں کی صحبت:

صحبت ایک ایسی چیز ہے جس کا اثر انسان پر یقیناً ہوتا ہے بری صحبت کے حوالے سے البقرہ کی آیت نمبر چوہتر میں لکھتے ہیں:

فطری طور پر اولاً ہر انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور مخلوق کے ساتھ مہربانی کرنا اس جذبہ کا پانی موجود ہوتا ہے لیکن جب انسان اللہ تعالیٰ کو بھول کر برے لوگوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے تو وہ پانی آہستہ آہستہ ختم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اس آدمی کا قلب پتھر کی طرح مضبوط ہو جاتا ہے۔[32]

برے لوگوں کی صحبت انسان کیلئے سانپ کی طرح ہے تو اس سے ہر حال میں بچنا چاہیے قرآن پاک میں فرمایا گیا:

فلا تقعد بعدالذکر مع القوم الظٰلمین

تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ۔[33]

---

[30] احمد یار خان، مفتی، تفسیر نعیمی، جلد نمبر1، ص:181

Aḥmad Yār Khān, Muftī, Tafseer Na'eemī, V:1, P:181

[31] النساء:69

Al Nisā:69

[32] احمد یار خان، مفتی، تفسیر نعیمی، جلد نمبر1، ص:419

Aḥmad Yār Khān, Muftī, Tafseer Na'eemī, V:1, P:419

بصارت اور بصیرت:

اللہ تعالٰی کے اولیاء کی زیادہ تر توجہ بصیرت پر ہوتی ہے اور مسلمانوں کو بھی زیادہ توجہ بصیرت پر دینی چاہیے بصارت اور بصیرت کیا ہے سالک بدایونی اس کے بارے میں البقرہ کی آیت نمبر نواسی کے تحت لکھتے ہیں: بصارت سے مراد ظاہر (صورت) ہے اور بصیرت سے مراد باطن (سیرت) ہے مثال کے طور پر گھر میں سارے رشتہ داروں کی صورت کو بصارت سے پہچانتے ہیں اور ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کو بصیرت سے پہچانتے ہیں ان کا ماں، بہن ہونا نگاہ سے نظر نہیں آتا اسی طرح بعض دوائیں بصارت کو قوت دیتی ہیں اور کچھ ایسی ہوتی ہیں جو بصارت کی مرض کو ختم کر دیتی ہیں بالکل اسی طرح عشق وہ بہترین سرمہ ہے جس کی وجہ سے بصیرت طاقت ور ہو جاتی ہے اور عاشق اپنے معشوق کی ہر عادت کو جان لیتا ہے اور کفر، دین سے دوری، تکبر، لالچ اور غیبت جو بصیرت کو ختم کر دیتی ہیں۔[34]

قرآن مجید ہدایت دینے والی کتاب ہے لیکن اس سے وہی شخص ہدایت حاصل کر سکتا ہے جو اس کو بصیرت سے پڑھے اسی لیے تو قرآن پاک میں کہا گیا کہ اس کا قاری گمراہ بھی ہوتا ہے فرمان ربی ہے:

یضل بہ کثیراویھدی بہ کثیرا

اس سے بہت زیادہ گمراہ بھی ہوتے ہیں اور ہدایت بھی پاتے ہیں۔[35]

عداوت اولیاء:

اللہ تعالٰی کے نیک بندوں سے دوستی رکھنے کا حکم ہے نہ یہ کہ ان سے دشمنی رکھنے کا حکم ہے حکیم الامت عداوت اولیاء کے حوالے سے البقرہ کی آیت نمبر اکانوے کے تحت لکھتے ہیں:

جو اللہ تعالٰی کے ولی کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے وہ ہر جگہ سے ٹھوکر کھاتا ہے اسی طرح بعض مرید یہ سمجھتے ہیں کہ صرف اپنے ہی سلسلہ کے مشائخ کو مانا جائے اور دوسروں سے بے تعلق ہوا جائے وہ ان یہودیوں کی طرح ہیں جن کی سوچ یہ تھی کہ وہ صرف اپنی ہی کتاب پر ایمان لانے سے مومن ہیں حالانکہ وہ ایمان سے محروم رہے اسی طرح وہ مرید

---

[33] الانعام:68

Al Ana'ām:68

[34] احمد یار خان، مفتی، تفسیر نعیمی، جلد نمبر 1، ص:479

Aḥmad Yār Khān, Muftī, Tafseer Na'eemī, V:1, P:479

[35] البقرہ:26

Al Baqarah:26

بھی عارف باللہ ہونے سے محروم رہے گا۔ معرفت حاصل کرنے کیلئے ہر ولی کے زیر سایہ رہنا ضروری ہے ہاں یہ بات ضروری ہے کہ اس کو جس ولی کے در سے فیض ملے اس کو اپنے مرشد کا ہی فیض سمجھے۔[36]

مسلمان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ ور سول ﷺ اور اس کے نیک بندوں کو دوست بنانے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ ان کے بغیر دنیا و آخرت میں کوئی چارہ ہی نہیں ہے اور اسی کو غالب فرمایا گیا ہے قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے

ومن یتول اللہ ورسولہ والذین أمنو فان حذب اللہ ھم الغالبون

اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔[37]

فوائد تزکیہ نفس:

تزکیہ نفس کے فوائد میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انسان کا دل جب صاف ہو جائے تو انسان ہر اس چیز کو حاصل کر سکتا ہے جس کا وہ ارادہ کرے فوائدہ تزکیہ نفس کے حوالے سے مفتی صاحب البقرہ کی آیت نمبر ترانوے میں بطور مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں: بیج سے اس وقت سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے جب اس کو بہتر زمین میں صحیح حالت میں بیج دیا جائے پھر اس کو وقت پر پانی دیا جائے اور اسے آسمانی آفات سے محفوظ رکھا جائے بارشوں کے دنوں میں چھت اور دیواروں میں دانے اگ آتے ہیں مگر وہ اچھی طرح کا پھل نہیں دے سکتے کیونکہ ان کی زمین درست نہیں ہوتی اسی طرح توحید کا کلمہ اس وقت ہی فائدہ دے گا جب اس کو دل کی زمین میں گاڑ دیا جائے گا اور اس کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا پانی دیا جائے گا پھر اس کو رحمت الٰہی کی ہوائیں ملیں گی۔[38]

حقیقت میں جو صحیح تزکیہ نفس والے ہوتے ہیں وہی ایمان والے اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کرتے ہیں انہی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

ومن الناس من یتخذ من دون للہ اندادیحبونھم کحب للہ والذین أمنواشدحبا للہ

---

[36] احمد یار خان، مفتی، تفسیر نعیمی، جلد نمبر1، ص:487

Aḥmad Yār Khān, Muftī, Tafseer Na’eemī, V:1, P:487

[37] المآئدہ:56

Al Māida:56

[38] احمد یار خان، مفتی، تفسیر نعیمی، جلد نمبر1، ص:492

Aḥmad Yār Khān, Muftī, Tafseer Na’eemī, V:1, P:492

اور کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود بنا لیتے ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرح معبود رکھتے ہیں اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔[39]

فیض اولیاء

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اب بھی لوگوں کو فیوض و برکات سے منور کرتے ہیں مفتی صاحب البقرہ کی آیت نمبر ایک سو اٹھہتر کے تحت فیض اولیاء کے حوالے سے لکھتے ہیں:

بزرگوں کے مزار سے اب بھی فیض ملتے ہیں ہر جانے والے کو فیض نہیں ملتا بلکہ فیض اسی کو ملتا ہے جو اپنے آپ کو خالی سمجھ کر جائے اور جو اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر جائے وہاں پر شور شرابہ کرے تو اسے کچھ نہیں ملتا جس طرح کہ کنویں سے خالی ڈول ہی بھرا ہوا آتا ہے۔ وہاں جا کر زیادہ بولنے کی کوشش نہ کرو زیادہ سننے کی کوشش کرو کیونکہ بزرگوں کا ادب ہی اصل عبادت ہے۔[40]

جب بھی انسان کسی پاک بارگاہ میں حاضری دے تو ادب کو ملحوظ خاطر رکھے جیسا کہ اللہ عزوجل اپنے محبوب کی بارگاہ میں جانے والوں کو حاضری کے آداب سکھاتا ہے قرآن میں فرمایا گیا:

یآیہاالذین اٰمنو لاترفعو اصواتکم فوق صوت النبی ولاتجہرواله باالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم انتم لاتشعرون

اے ایمان والو نبی ﷺ کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا نہ کرو اور نہ ہی ان کے حضور چلا کر بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔[41]

کلام الٰہی کی تاثیر

جب ایک عام آدمی کے کلام میں تاثیر ہے تو اللہ عزوجل جو اس کا خالق ہے اس کے کلام میں کتنی تاثیر ہو گی مفتی صاحب کلام الٰہی کی تاثیر کے حوالے سے البقرہ کی آیت نمبر ایک سو سولہ کے تحت لکھتے ہیں: پھول کا رس بھینڑ کے کے بطن میں پہنچ کر زہر بنتا اور جب شہد کی مکھی اسی پھول کا رس چوستی ہے تو وہ شہد بنتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے

---

[39] البقرہ:165

Al Baqarah:165

[40] احمد یار خان، مفتی، تفسیر نعیمی، جلد نمبر 1، ص:553

Aḥmad Yār Khān, Muftī, Tafseer Na'eemī, V:1, P:553

[41] الحجرات:2

Al Ḥujrāt:2

فرامین اور شرعی احکام مسلمانوں کیلئے باعث شفا بنتے ہیں اور غیر مسلموں کیلئے بیماری کا باعث بنتے ہیں جیسا کہ تورٰۃ اور انجیل سے ہی کچھ لوگ کامیاب بنے تھے اور انہی کتابوں میں سے بے نور لوگ بے دین بنے تھے۔[42]

اللہ تعالیٰ کے کلام کی تاثیر واقعی طور پر ان لوگوں کو ملتی ہے جو حقیقتاً کامل ایمان والے ہوتے ہیں جن کے دلوں میں نفاق ہوتا ہے ان کو کامل تاثیر نہیں ملتی جیسا کہ اس بات کا اشارہ اس آیت مقدسہ میں کیا گیا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: واذاماانزلت سورة فمنهم من يقول ايكم زادته هٰذه ايمانا فاماالذين اٰمنو ا فزادتهم ايمانا وهم يستبشرون واما الذين فى قلوبهم مرض فزادتهم رجسا الىٰ رجسهم وما توهم كافرون

اور جب کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے تو ان میں کوئی کہنے لگتا ہے کہ اس نے تم میں کس کے ایمان کو ترقی دی تو وہ جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں اور جن کے دلوں میں مرض ہے انہیں پلیدی پر پلیدی بڑھائی اور وہ کفر پر ہی مر گئے۔[43]

ذات رسول ﷺ کی نسبت

رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ایک ایسی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جو کہ سب سے بڑھ کر ہے ذات رسول ﷺ کے حوالے سے البقرہ کی آیت نمبر ایک سو باون کے تحت لکھتے ہیں:

فیض لینے اور دینے کیلئے نسبتوں کا ہونا ضروری ہے جس طرح کہ ہڈی کے گوشت کے درمیان پٹھے کا واسطہ اور تمام اعضاء میں رگوں کا سلسلہ موجود ہے اسی طرح خالق اور اس کی مخلوق لا تعلق تھی تو پھر ایسی ذات کی ضرورت پڑی جو ان میں تعلق پیدا کر دے اور تشدید والے حرف کی طرح وہ جانبین سے وابسطہ ہو وہ ذات حضور ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔[44] دراصل کوئی بھی چیز واسطہ کے بغیر پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتی اللہ تعالیٰ کی محبت بھی حضور اکرم ﷺ کی پیروی کے واسطے سے ملے گی قرآن مجید میں ہے
قل ان كنتم تحبون الله تاتبعونى يحببكم الله

---

[42] احمد یار خان، مفتی، تفسیر نعیمی، جلد نمبر1، ص:589تا590
Aḥmad Yār Khān, Muftī, Tafseer Na'eemī, V:1, P:589-590

[43] التوبہ:124تا125
Al Tooba:124-125

[44] احمد یار خان، مفتی، تفسیر نعیمی، جلد نمبر2، ص:66
Aḥmad Yār Khān, Muftī, Tafseer Na'eemī, V:2, P:66

فرمادیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت لینا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرلے گا۔[45]

رضائے الٰہی کے متلاشی:

ہر مسلمان کو ہر کام میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا کی تلاش میں رہنا چاہیے مفتی صاحب البقرہ کی آیت نمبر ایک سو پینسٹھ کے تحت ایسے بندوں کے حوالے سے بتاتے ہیں جو رضائے الٰہی کے متلاشی ہوتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے خالق کے ساتھ بھی تعلق رکھتے ہیں اور مخلوق کے ساتھ بھی تعلق رکھتے ہیں جب ان دونوں میں اختلاف ہو جائے تو وہ مخلوق سے لا تعلق ہو جاتے ہیں بلکہ وہ تو ہر چیز کو جہت الٰہی سے چاہتے ہیں اور جب اس میں وہ جہت نہ رہے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔[46]

یقیناً متقی لوگ ہر کام اللہ عزوجل کیلئے کرتے ہیں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی محبت کے متلاشی ہوتے ہیں اس لیے حضور ﷺ کے عمل کو قرآن پاک میں نظم کیا گیا:

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

تم فرماؤ بے شک میری نماز میری قربانیاں اور میرا جینا اور مرنا سب اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو رب ہے سارے جہان کا۔[47]

تقویٰ:

تقویٰ ایک ایسا حکم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار جگہ ارشاد فرمایا مفتی صاحب البقرہ کی آیت نمبر ایک سو ستتر کے تحت عمارت تقویٰ کے متعلق ذکر کرتے ہیں:

جس طرح مکان کئی چیزوں کے مجموعے کا نام ہے مثلاً اس کی بنیادیں، دیواریں، چھت، اینٹ، چونا، لکڑی وغیرہ ایسے ہی تقویٰ کی عمارت کیلئے بیشمار چیزیں ہیں مگر ان کو اگر اکٹھا کیا جائے تو وہ تین قسم کی ہیں ایک عقیدہ کی درستگی

---

[45] آل عمران:31

Ale Imrān:31

[46] احمد یار خان، مفتی، تفسیر نعیمی، جلد نمبر2، ص:128

Aḥmad Yār Khān, Muftī, Tafseer Na'eemī, V:2, P:128

[47] الانعام:162

Al Ana'ām:162

دو لفظ کی اصلاح تین مخلوق سے اچھا معاملہ جس نے ان تین چیزوں کی حفاظت کرلی اس نے تقویٰ کی عمارت کی بنیاد دل میں رکھ لی۔[48]

انسان کو ہر گھڑی یہ فکر ہونی چاہیے کہ میری نیکیاں کہیں برباد نہ ہو جائیں اسی فکر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

یایھاالذین اٰمنو اتقواللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہر گز ہر گز نہ مرنا مگر مسلمان ہو کر۔[49]

حدود انسان:

ہر چیز کی حدود ہوتی ہیں اگر انسان ان چیزوں میں حدود کی پرواہ نہ کرے تو وہ کامیاب نہیں ہو سکتا اللہ عزوجل نے کچھ حدود رکھی ہیں مفتی صاحب علیہ الرحمہ اس کے حوالے البقرہ کی آیت نمبر ایک سو اٹھاسی کے تحت فرماتے ہیں: انسان اگر اپنی حدود میں رہے تو انسان ہے اور اگر حد سے بڑھ جائے تو وہ شیطان ہے جیسا کہ سمندر کا پانی اپنی حد میں رہے ماء جاری ہے اور اگر وہ اپنی حد سے نکل جائے تو وہ طوفان ہے سلطنت کی بھی حدیں ہوتی ہیں کھیتوں باغوں اور مکانات کی بھی جو کوئی اپنی حد سے نکل کر دوسرے کی حدود میں داخل ہو جائے تو وہ مجرم ہے الغرض جو جانور اپنے مالک کی مقرر کردہ دیوار کی حدود میں رہتا ہے وہ نقصان سے بچا رہتا ہے اور جو اس حد سے نکل جاتا ہے بھیڑیوں کا شکار بن جاتا ہے۔[50] انسان کو اللہ تعالی کی حدود کا خیال رکھنا ضروری ہے بلکہ انسان ہر کام میں حدود اللہ کو مقدم رکھے تب جا کر وہ حزب اللہ میں شمار ہوتا ہے اور حزب اللہ ہی کامل لوگ ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

اولٰئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون

یہ اللہ کی جماعت ہے اور اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے۔[51]

---

[48] احمد یار خان، مفتی، تفسیر نعیمی، جلد نمبر2، ص:174

Aḥmad Yār Khān, Muftī, Tafseer Na'eemī, V:2, P:174

[49] آل عمران:102

Ale Imrān:102

[50] احمد یار خان، مفتی، تفسیر نعیمی، جلد نمبر2، ص:231

Aḥmad Yār Khān, Muftī, Tafseer Na'eemī, V:2, P:231

[51] المجادلہ:22

Al Mujādila:22

ظلمت کو توڑنے والے اسباب:

اندھیرا ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو گمراہی کی طرف لے جاتا ہے مفتی صاحب ظلمت کو توڑنے والے اسباب کو البقرہ کی آیت نمبر دو سو ستاون کے تحت بیان کرتے ہیں:

ظلمت کو توڑنے والے انوار بہت اقسام کے ہیں جس طرح کہ آنکھ کی ظلمت نہ دیکھنا ہے اس کا توڑ آنکھوں کی روشنی ہے دل کا اندھیرا جہالت ہے اس کو ختم کرنے والا نور علم ہے ایسے ہی روحانیات کی بھی بہت سی ظلمتیں ہیں اور ان کو ختم کرنے والے نور بھی بہت زیادہ ہیں جس طرح کہ ظلمت طغیانی اس کا توڑ ایمان کی روشنی ہے نافرمانی کی ظلمت اس کو ختم کرنے والی بخشش کی روشنی ہے ظلمت نفسانی اس کا توڑ روحانیات ہے الغرض اللہ تعالیٰ کا اگر بندے پر فضل ہو تو اس کو تمام ظلمتوں سے نکال کر انوار میں داخل فرما دیتا ہے۔[52] اللہ عزوجل نے ہر چیز کا توڑ پیدا کیا ہے دنیا میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں جس کا توڑ اللہ تعالیٰ نے پیدا نہ کیا ہو جیسا کہ گناہوں کی بخشش کا توڑ توبہ اور نیک اعمال ہیں قرآن مجید میں ہے: الا من تاب وآمن وعمل صالحاً فاولئک یبدل اللہ سئیاتھم حسنات و کان اللہ غفوررحیما

مگر جو توبہ کرے اور نیک اعمال کرے پس یہی وہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں میں بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔[53]

محکم اور متشابہ:

قرآن مجید میں کچھ ایسی آیات بھی ہیں جن کو محکم اور متشابہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے مفتی صاحب علیہ الرحمہ آل عمران آیت نمبر سات کے تحت محکم اور متشابہ کو ایک صوفیانہ مثال کے ذریعے سمجھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

ایک آئینہ خانہ ہو اس میں مختلف قسم کے شیشے ہوں ان کے وسط میں گھر کا مالک بیٹھا ہو تو صاحب تو ایک ہو گا مگر اس کے نقشے جو شیشوں میں آ رہے ہیں وہ بہت زیادہ ہوں گے صاحب گھر مطلق اور اس کی تصویریں وجہ اضافی ہیں تو اس طرح صاحب گھر گویا متشابہ ہے اور یہ آئینے کے نقوش محکمات ہیں اس متشابہ کو راز والے ہی جانتے ہیں جن کی رسائی گھر کے اندر تک ہو اور باہر والے دوست انہی محکمات کو اختیار کرتے ہیں جو تصویر ان کے مذہب کے مناسب ہو اور جو

---

[52] احمد یار خان، مفتی، تفسیر نعیمی، جلد نمبر 3، ص: 57

Aḥmad Yār Khān, Muftī, Tafseer Na'eemī, V:3, P:57

[53] الفرقان: 70

Al Furqān:70

باہر رہ کر گھر والوں کو دیکھنے والے کا دعوی کرتا ہے وہ گمراہ ہے "واما الذین فی قلوبھم زیغ "میں انہی لوگوں کی طرف اشارہ ہے[54] اصل میں مسلمان تمام قرآنی آیات پر ایمان رکھتا ہے چاہے وہ محکم ہو یا متشابہ اور اسی قرآنی ایمان کی برکت کی وجہ سے اس سے ایسے کام ہو جاتے ہیں جو کہ عقل میں نہیں آتے جیسا کہ اس آیت مقدسہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

قال الذی عند ہ علم من الکتاب انا أتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک فلما رآہ مستقراً عندہ قال ہٰذا من فضل ربی ۔اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے تیرے پاس لاؤں گا آنکھ جھپکنے سے پہلے اور جب سلیمان تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کا فضل ہے۔[55]

خلاصہ بحث

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ بہت عمدہ انداز سے تصوف سے متعلقہ نکات کی وضاحت کرتے ہیں اور اس میں جو درایتی اسلوب اور انداز اختیار کرتے ہیں وہ کمال درجہ کا ہے کہ قاری اسے پڑھ کر اس آیت کی گہرائی سمجھ جاتا ہے اور مسئلہ زیر بحث بھی اس کے لئے واضح ہو جاتا ہے جیسے محکم کے مقابلے میں متشابہ کی اصطلاح مفتی صاحب نے عقلی مثال دے کر سمجھانے کی کوشش کی ہے۔اسی انسان کو اپنی حدود میں رہتے ہوئے اپنی زندگی گزارنی چاہئے اس ضمن میں مفتی صاحب انسان کو اس حدود کے بارے جانکاری دینے کے لئے عقلی انداز سے مختلف حدود کا ذکر کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ دنیا میں موجود حدود کا جو لحاظ نہیں کرتا وہ مجرم قرار پاتا ہے اور جو انسان اللہ تعالی کی حدود کا پاس نہیں رکھتا وہ اللہ کے نزدیک مجرم بن جاتا ہے۔ایک بات یہ بھی اہم ہے کہ مفتی احمد یار خان جب مسئلہ زیر بحث کو عقلی امثلہ اور دلائل سے واضح کر دیتے ہیں تو اکثر اوقات اس کی مزید تائید کے لئے کلام اللہ یعنی قرآن کی کوئی نہ کوئی آیت بھی بیان کرتے ہیں جس سے وہ بات مزید مضبوط اور قوی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بحث میں تقریباہر بات کت آخر میں آیت کریمہ کا حوالہ پیش کیا گیا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

---

[54] احمد یار خان، مفتی، تفسیر نعیمی، جلد نمبر3، ص:255

Aḥmad Yār Khān, Muftī, Tafseer Na’eemī, V:3, P:255

[55] النمل:40

Al Namal:40